اختلاف مطالع، توحید رمضان و عیدین

اور دور حاضر میں رؤیت ہلال کے قضیئے کے حل کیلئے تجاویز

انجنیر مولانا سید شبیر احمد کاکاخیل

فنی ماہر عالمی ادارہ تسہیل الحسابات الاسلامیہ و ممبر مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان

رؤیت ہلال ایک اہم مسئلہ ہے۔ از روئے شریعت اس پر قمری مہینوں کا انحصار ہے جس کے ساتھ ہماری کئی عبادات وابستہ ہیں۔ اور قمری مہینوں کا حساب رکھنا تمام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ اگر یہ بالکل ختم ہو جائیں تو سارے مسلمان گنہگار ہوں گے۔ دوسری طرف اس مسئلے پر امت مسلمہ میں ہر سال ایک انتشار کی کیفیت ہوتی ہے جس کی وجہ سے اچھے اچھے حلیم حضرات کی زبان سے ناگفتنی الفاظ ہر دو جانب نکلتے ہیں جس سے شیطان خوش اور اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ اس لئے اس مسئلے کا کوئی ایسا حل تلاش کرنا ضروری ہے کہ جس سے ایک طرف شریعت کے احکامات پر عمل آسان ہو جائے تو دوسری جانب افہام و تفہیم کی فضاء پیدا کر کے امت کو انتشار سے نکالنے کی سعی کی جائے۔ ناچیز کو اختلاف مطالع، توحید رمضان و عیدین اور دور حاضر میں رویت ہلال کے قضیئے کو حل کرنے کے لئے تجاویز دینے کو کہا گیا ہے۔ اس لئے ان موضوعات کا تعارف ضروری ہے لیکن بات ترتیب کے ساتھ کرنے کیلئے یہ عاجز مناسب سمجھتا ہے کہ سب سے پہلے اس پر بات ہو کہ رؤیت ہلال کا اصل قضیہ کیا ہے؟ پھر توحید رمضان و عیدین کے امکانات پر غور ہو اور آخر میں اختلاف مطالع پر بات ہو۔ اس لئے سب سے پہلے اصل قضیئے کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

ایک حدیث شریف جسکا مفہوم ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر بادل ہوں تو شعبان کے تیس روز پورے کر لو سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوگئی کہ چاند کا دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کی باقاعدہ شہادت لینی پڑتی ہے اس لئے کوئی بھی ذی ہوش دیندار اس کا قائل نہیں ہو سکتا کہ بغیر چاند کے دیکھے فقط حساب کی بنیاد پر چاند کی تاریخ کا اعلان کیا جائے کیونکہ حدیث سے یہ بالکل واضح ہے کہ یہ رؤیت حسابی نہیں جیسا کہ بعض ناواقف سمجھتے ہیں بلکہ بصری ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شعبان کے چاند کا حساب رکھنا بھی ضروری ہے دوسری طرف یہ بھی بالکل واضح ہے کہ جو چاند کے نظر آنے کی گواہی دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ اس نے واقعی چاند دیکھا ہے بار بار ایسا ہوا کہ کسی کو چاند کے نظر آنے کا شبہ ہوا اور بعد میں پتہ چلا کہ اس نے چاند نہیں دیکھا تھا بلکہ اس کو چاند کے نظر آنے کا خیال ہوا تھا۔ اسلاف نے گواہوں پر جرح کرنے کے جو مختلف اوقات میں مختلف طریقے ایجاد کئے ہیں اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے چاند کی گواہی کو اس وقت تک ظنی سمجھا ہے جب تک ان کو اس کے بارے کسی فنی طریقے سے یقین نہیں ہو جاتا تھا

کہ چاند واقعی دیکھا گیا ہے۔ بعض حضرات چاند کی شہادت کو ظنی کہنے سے بہت ناراض ہوتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ اس میں سارا دارومدار ہی شہادت پر ہے اس لئے اس کو ظنی کہنا گویا کہ اس پورے نظام کو سبوتاژ کرنے کے مترادف ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جس نے کہا کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو ایک انسان ہونے کی وجہ سے اس کی یہ بات صحیح بھی ہوسکتی ہے اور خلاف واقعہ بھی۔ بس صرف اسی بنیاد پر اس کو ظنی قرار دیا جاتا ہے۔ ورنہ جم غفیر کی اصطلاح وجود میں نہ آتی، صرف ایک گواہی بھی کافی ہوتی۔ اس کے علاوہ آج کل کے دور میں چاند کے غروب وطلوع اور چاند اور سورج گرہن کے حسابات اتنے عام ہوئے ہیں کہ عام لوگ بھی اخباروں سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہتے ہیں اس لئے اگر سورج گرہن یا چاند کے طلوع وغروب سے ان کو اندازہ ہو جائے کہ چاند تو افق پر موجود نہیں ہے۔ لیکن ہم کسی کی شہادت کی بنیاد پر یہ فیصلہ کریں کہ چاند نظر آ گیا ہے تو اس سے مسلمانوں کا ذہین اور تعلیم یافتہ طبقہ اسلام سے بدظن ہو کر گمراہی کے راستہ پر جاسکتا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کی حفاظت کیلئے شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے ہر ایسے فیصلے سے گریز کرنا چاہئے جس سے اسلام کے صاف دامن پر دھبہ لگتا ہو اور ہمارا دعوی بھی تو یہی ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اس لئے اسلام کا کوئی قانون خلاف فطرت کیسے ہوسکتا ہے۔ جبکہ قرآن شریف میں بالکل صاف اس کا اعلان موجود ہو کہ الشمس و القمر بحسبان پس اس لگے بندھے نظام کو اگر کسی نے دریافت کیا ہے تو اس سے استفادہ کیوں نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس سوال کا جواب کہ سائنسی تحقیقات اس مسئلہ میں کچھ مدد کرسکتی ہیں یا نہیں؟ خوش قسمتی سے اس کا جواب نہیں میں نہیں ہے۔ محققین علماء کرام نے اس سلسلے میں اہل فن کی طرف رجوع کیا ہے اور ان کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی ہے مثلاً حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے فتح الملہم کے حوالے سے اختلاف مطالع کے مسئلے پر اہل فن کو اسکا حکم ٹھرایا ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ آپس میں دو یا دو سے زیادہ علاقوں کے مطالع مختلف کیسے قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ رہنماء اصول مفتی صاحب نے یہ بتایا کہ اگر ایک علاقہ اپنی رویت پر روزہ رکھنا شروع کرے اور کسی دوسرے علاقے کی رویت کے مطابق عید منائے تو اسطرح اگر چاند 28-31 کا ہو جائے تو اس کا مطلب ہوگا۔ کہ ان علاقوں کا مطلع مختلف ہے۔ ورنہ نہیں کیونکہ چاند بموجب حدیث شریف 29 کا ہوسکتا ہے۔ یا 30 کا (2) اسی طرح جدید فقہی مسائل میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فاضل دیوبند صدر مدرس دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد دکن نے اپنی تصنیف میں اختلاف مطالع کی حدود کے تعین میں ایک ماہ کی مسافت کی قید کے بجائے صالح ماہرین فلکیات کے حساب اور ان کی رائے پر اعتماد کرنا زیادہ مفید سمجھا ہے (3) اسی طرح مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنوء منعقدہ 14,13 مئی 1964ء نے اپنے فیصلے کے چوتھے پیرایہ میں لکھا ہے کہ فقہاء ان مقامات کو جو کہ ایک ماہ کی مسافت (600/500 میل) پر واقع ہوتے ہیں۔ کو بلاد بعیدہ قرار دیتے ہیں۔ اور اس سے کم کو بلاد قریبہ مجلس اس سلسلے میں ایک ایسے چارٹ کی ضرورت سمجھتی ہے جس سے معلوم ہو جائے کہ مطلع کتنی مسافت پر بدلتا ہے اور کن ملکوں کا ایک ہی مطلع ہے؟ (4)

ان فیصلوں سے ایک بات تو عیاں ہے کہ ماہرین فلکیات کی رائے کو علماء کرام نے رویت ہلال کے سلسلے میں مطلقاً بے فائدہ نہیں

قرار دیا بلکہ بعض امور میں اسکو قابل غور سمجھا ہے۔اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ماہرین فلکیات علماء کرام کے ساتھ ملکر اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں اور رویت ہلال کے مسئلے میں جو فنی پیچیدگیاں ہیں ان کو دور کریں نیز جہاں تک ہو سکے ایسے طریقے تجویز کریں۔ کہ ان کی بدولت نہ صرف چاند کا دیکھنا آسان ہو جائے بلکہ جو چاند دیکھنے کا دعوی کرے اس کی گواہی کو بہتر طریقے سے جانچا جا سکے اور تحقیقی طور یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ ایک ایسے چارٹ کی تیاری جس کے ذریعے یہ فیصلہ کیا جائے کہ کون کون سے علاقے ہمیشہ کے لئے متحد المطالع ہیں ممکن نہیں کیونکہ چاند بعض اوقات بالکل دیکھے جانے کی سرحد پر ہوتا ہے اس لئے اس میں تھوڑی سی کمی چاند کو غائب بنا دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ تھوڑے سے فاصلے سے مطلع بدل جاتا ہے۔اور بعض دفعہ کافی زیادہ فاصلے پر بھی مطلع نہیں بدلتا۔مثال کے طور پر ایک بس کا وقت 5 بجے ہے اور دوسری بس کا وقت 6 بجے ہے اور ان دونوں کے درمیان کوئی اور بس نہیں ہے۔ اب اگر کوئی شخص 5 بجے پہنچا تو اس کو تو بس مل گئی اور اگر دو منٹ لیٹ ہو گیا۔تو اس کو 6 بجے تک انتظار کرنا پڑے گا۔اسی طرح مثلاً ایسا چاند جسکی عمر 16 گھنٹے ہو جائے تو نظر آ سکتا ہے۔اگر اسکی عمر پونے سولہ گھنٹے ہو تو وہ نظر نہیں آئے گا۔حالانکہ اس کو اگر صرف پندرہ منٹ اور ملتے تو نظر آ جاتا لیکن ان پندرہ منٹوں نے اسکو ایک دن پیچھے کر دیا۔دوسرے دن اگر بادل نہ ہو تو یہ چاند نظر آ جائے گا اور اسکی عمر پونے چالیس گھنٹے ہوگی۔اور شرعی لحاظ سے یہ پہلی کا چاند قرار پائے گا۔جبکہ جسامت کے لحاظ سے تقریباً دوسری کے چاند جتنا ہوگا کیونکہ کل اگر یہ چاند 16 گھنٹے کا ہوتا تو نظر آ جاتا اور آج اسکی عمر چالیس گھنٹے ہوتی اور اسکا فرق پونے چالیس گھنٹے کے چاند سے گو کہ صرف پندرہ منٹ ہوتا لیکن شرعی لحاظ سے یہ دوسری کا چاند کہلاتا۔چاند کے چھوٹے اور بڑے ہونے کی ایک وجہ اور بھی ہے۔اور وہ یہ کہ چاند جس وقت زمین کے قریب آ جاتا ہے تو قانون کپلر کے مطابق اس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔اور جب دور ہوتا ہے تو اس کی رفتار نسبتاً سست ہوتی ہے اب اگر کسی مہینے میں چاند کے آخری ایام میں وہ زمین کے قریب آ چکا ہو۔تو اس کی رفتار تیز ہوگی اس لئے ایک دن تو یہ نظر آنے کے قابل نہیں ہوگا۔اور اگلے دن یہ اتنا موٹا ہوگا۔کہ اس پر دوسری اور تیسری تاریخ کا گمان ہوگا جیسا کہ گزشتہ سال ذی الحج کے چاند کے ساتھ ہوا۔عوام کو ایسی چیزوں کا سمجھانا بہت ضروری ہے کہ جن کی مدد سے وہ اس قسم کی غلط فہمیوں سے بچ سکیں۔اس سے معلوم ہوا کہ چاند کے بڑے یا چھوٹے ہونے پر فوراً پہلی یا دوسری کا حکم لگانا صحیح نہیں بلکہ اس کا انحصار صرف اور صرف اس پر ہے کہ چاند کب نظر آیا تھا؟اور یہی ایک حدیث شریف کا مفہوم بھی ہے۔

اب دوسری جانب کا سوچئے کہ یہ چاند جسکی عمر یہاں پونے سولہ گھنٹے ہے مغرب میں تقریباً ڈھائی سو میل کے فاصلے پر سولہ گھنٹے کا ہو جائے جسکا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ یہ چاند وہاں نظر آ جائے پس ان دو جگہوں میں ایک تاریخ کا فرق پڑ جائے گا۔یہ شرقاً غرباً فرق کا نتیجہ ہوا اس طرح شمالاً جنوباً فاصلے کا گو کہ چاند کی عمر پر تو فرق نہیں پڑتا لیکن چاند کے نظر آنے پر فرق پڑ سکتا ہے کیونکہ شمالاً جنوباً فاصلے کا غروب آفتاب کے بعد افق پر چاند کے موجود رہنے کی مدت پر فرق پڑتا ہے اور ساتھ ہی اس کی افق سے بلندی اور سورج کے غروب ہونے کے مقام سے فاصلے پر بھی فرق پڑتا ہے جس کا چاند کے نظر آنے پر اثر انداز ہونا ماہرین کے ہاں مسلم ہے۔مثال کے طور

1416 کے جمادی الثانی کیلئے 27 اگست 1995ء کے نتائج کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ ان نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دن پورے کینیڈا میں اور امریکہ کے انچوراگ شہر میں باوجود انتہائی مغرب میں واقع ہونے کے ان میں چاند نظر آنے کا امکان نہیں تھا کیونکہ یہ انتہائی شمال میں بھی واقع ہیں۔ اس کے برعکس آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں ان کے انتہائی مشرق میں واقع ہونے کے باوجود چاند کے نظر آنے کا قوی امکان تھا کیونکہ یہ علاقے انتہائی جنوب میں بھی واقع ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ چاند کی عمر جیسا کہ بعض حضرات کو غلط فہمی ہے چاند کے نظر آنے میں فیصلہ کن کردار ادا نہیں کرتی بلکہ اس کے ساتھ مشاہدہ کے مقام کا شمالاً جنوباً فاصلہ بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس بات کا پتہ چلانا کہ وہ خط کونسا ہے کہ اس سے آگے پیچھے ہمیشہ کیلئے ایک دن کا فرق پڑے گا، ناممکن ہے کیونکہ اس کا انحصار مندرجہ بالا باتوں کے علاوہ مبصر کی نگاہ، مطلع کی حالت اور مبصر کا چاند دیکھنے کا تجربہ وغیرہ پر بھی ہے البتہ فقہ میں عوام کیلئے آسانی پیدا کرنے کے اصول پر اگر عمل کرنے کی یہاں بھی کچھ گنجائش ہو جس کی بہترین مثال نماز میں قصر کرنے کیلئے مطلوبہ فاصلے کا تعین ہے جس میں ایک متوسط آدمی کی تین دن کی اوسط رفتار کی بنیاد پر فاصلے کی مقدار لی گئی ہے تو پھر ناچیز کے پاس بھی کچھ تجاویز ہیں جن کی مدد سے اس بات کی تحقیق کی جاسکتی ہے کہ کونسے مہینے میں کون کونسے علاقے متحد المطالع ہیں لیکن اس بات کا پتہ چلانا کہ کون کونسے علاقے دائمی طور پر متحد المطالع ہیں یہ فنی لحاظ سے ممکن ہی نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں لینا چاہئے کہ اس مسئلے کے حل کے تمام دروازے بند ہیں کیونکہ کمپیوٹر کے اس دور میں ہر مہینے کیلئے علیحدہ حساب کرنا کوئی مشکل نہیں۔

راقم نے اسی امکان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے علماء کرام کی نگرانی میں ایک کمپیوٹر پروگرام لکھا ہے جو اس قسم کے حسابات کرسکتا ہے۔ راقم کی کتاب کشف ہلال اس تحقیق کا نچوڑ ہے اس کمپیوٹر پروگرام کی مدد سے وسیع علاقے میں ان مقامات کا پتہ لگایا جاسکتا ہے جہاں چاند کے نظر آنے کے امکانات کافی روشن ہوں اور ایسے مقامات کا تعین بھی کیا جاسکتا ہے جہاں چاند کے نظر آنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہوں۔ اس طرح ان معلومات کی مدد سے اختلاف مطالع کا مسئلہ کچھ حل ہوسکتا ہے۔

کمپیوٹر کے ذریعے اس کا پتہ چلانا کہ چاند افق پر موجود ہے یا نہیں؟ یہ تو کوئی مشکل بات نہیں لیکن اس بات کا یقین حاصل کرنا کہ چاند نظر آجائے گا۔ یہ ممکن نہیں کیونکہ جیسا کہ پہلے بتایا گیا چاند کا نظر آنا بہت ساری اور باتوں مثلاً نظر کی تیزی، تجربہ اور موسمی حالات وغیرہ پر بھی منحصر ہے۔ اس کے علاوہ اگر چاند نظر آنے کے تمام لوازمات پورے بھی ہوں لیکن چاند کے سامنے بادل آجائے تو بھی چاند نظر نہیں آسکے گا۔ ہاں کمپیوٹر کے ذریعے یہ بتایا جاسکتا ہے کہ چاند مشاہدہ کے وقت کس سمت میں اور کتنا اونچا ہوگا۔ نیز یہ کہ اس کی شکل مشاہدے کے وقت کیسے ہوگی۔ اس تمام تفصیل سے اس بات کا پتہ چلا کہ کمپیوٹر سے مندرجہ ذیل امور میں مدد لی جاسکتی ہے۔

1. چاند دیکھنے والے کی مدد کہ اس کو یہ بتائے کہ مشاہدے کے وقت وہ کس طرف دیکھے۔ اس طرح چاند دیکھنے میں کسی کا تجربہ کم بھی ہو وہ صحیح جگہ پر نگاہ رکھ کر اس کی تلافی کرسکتا ہے۔

2. ان مقامات کا تعین جہاں چاند کے نظر آنے کا امکان کافی زیادہ ہو۔ اس سے حکومت کو یہ پتہ چل سکے گا کہ شہادت کہاں

سے بہتر طور پر حاصل کی جاسکتی ہے۔

3. ہر مہینے کیلئے تقریبی کلیات کی مدد سے اختلاف مطالع کا تعین کہ کون کونسے مقامات آپس میں متحد المطالع ہیں اور کون کونسے آپس میں مختلف۔

4. چاند کی اس دن کی صحیح تصویر، اس سے قاضی صاحب چاند کے دیکھنے کا دعویٰ کرنے والے پر زیادہ بہتر انداز میں جرح کرسکتے ہیں۔ ویسے یہ کوئی نئی بات بھی نہیں پہلے بھی اسطرح ہوتا رہا ہے کہ ہاتھ کے اشارے سے قاضی صاحب چاند کی ممکن صورت سے شہادت دینے والے کا امتحان لیا کرتے تھے۔ اب اس میں کمپیوٹر کے ذریعے زیادہ بہتری ہوسکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

راقم نے ان مندرجہ بالا فوائد کو حاصل کرنے کیلئے ایک کمپیوٹر پروگرام بنایا۔ اور اب اس کو عوام وخواص دونوں استعمال کرسکتے ہیں۔ راقم کی کتاب کشف ہلال میں اس کمپیوٹر پروگرام کے نتائج اکثر اسلامی ممالک کیلئے اور چند ایسے غیر اسلامی ممالک کیلئے بھی جن میں یا تو مسلمانوں کی تعداد کافی زیادہ ہے یا پھر وہ جو اسے مسئلے کو حل کرنے میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں ان کیلئے دئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں دئے گئے طریقہ استعمال میں اس کی تفصیل انشاءاللہ سامنے آجائے گی۔ اگر مذکورہ کتاب اور کمپیوٹر پروگرام کے نتائج سے جو استفادہ کرنا ممکن ہوجائے تو متحد المطالع علاقوں میں تو حیدِ رمضان وعیدین کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے۔

چاند افق پر کہاں ہوگا؟ اس کو جاننے کیلئے ایک سادہ طریقہ تجویز کیا گیا ہے اس میں صرف ایک قائمۃ الزاویہ مثلث اور دو چھڑیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مزید برآں اس میں سمت جاننے کیلئے قطب نما وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ سورج کے سائے کی مدد سے کام لیا جاتا ہے چاند کے مقام کے تعین کیلئے دو چیزوں کا پتہ لگانا ضروری ہوتا ہے ایک اس کا افقی زاویہ یعنی افق پر وہ شمال کے ساتھ یا سورج کے مقام غروب کے ساتھ کتنا زاویہ بناتا ہے۔ اور ایک اس کے سامنے افق سے بلندی کا زاویہ۔ زاویوں کی پیائش میں آلات کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ باہر ایک کے پاس نہیں ہوتے لہذا ان کے بغیر کام کرنے کیلئے قائمۃ الزاویہ مثلث کا طریقہ وضع کیا گیا ہے جیسا کہ شکل نمبر میں دکھایا گیا ہے۔ اس مثلث کا ایک ضلع تو غروب آفتاب سے ٹھیک ایک گھنٹہ قبل عموداً گاڑھی ہوئی دو میٹر لمبی چھڑی کے سائے کے برابر میں ایک مقررہ لمبائی (کالم اب) مطابق کھینچا جاتا ہے۔ دوسرا ضلع اسی خط پر عموداً ایک مقررہ لمبائی (کالم اب ج) کے مطابق کھینچا جاتا ہے۔ اس ضلع کی آخری سرے پر ڈیڑھ میٹر لمبی دوسری چھڑی عموداً گاڑھی جاتی ہے۔ ان دو چھڑیوں کے سروں کی سیدھ میں غروب آفتاب کے وقت چاند دیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دونوں اضلاع کی مقررہ مقداریں ایک کمپیوٹر پروگرام کے ذریعے ہر مقام کیلئے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

ان معلومات میں کالم الف میں انڈکس نمبر بھی دیا ہوا ہوتا ہے اس انڈکس نمبر سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ مجموعی طور پر کن کن مقامات پر چاند کے نظر آنے کا امکان زیادہ ہے؟ پس اگر کسی بھی دو مقامات میں سے ایک کا انڈکس نمبر دوسرے سے کم ہے تو جس مقام کا انڈکس نمبر کم ہے وہاں دوسرے مقام کے مقابلے میں چاند کے نظر آنے کا امکان زیادہ ہوگا۔ ظاہر ہے سب سے زیادہ امکان وہاں ہوگا جس کا

انڈکس نمبر 1 ہے اور اس کے بعد جس کا 2 ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس سے ہر ملک والے اپنے ان مقامات کا تعین کرسکیں گے جہاں چاند کے نظر آنے کا امکان نسبتاً بہتر ہوگا۔ ویسے تو چاند ہر ایک کو دیکھنا چاہئے لیکن جہاں چاند کے نظر آنے کا امکان سب سے زیادہ ہو وہاں یہ کوشش زیادہ فائدہ مند ہوگی نیز ان علاقوں میں چاند کے بارے میں شہادتیں وصول کرنے کے زیادہ بہتر انتظامات کیئے جاسکیں گے۔ چاند کو کب اور کب تک دیکھنا چاہئے اس کیلئے ان معلومات میں ہر جگہ کیلئے غروب آفتاب کا وقت (کالم ب) اور غروب آفتاب کے بعد افق پر چاند کی موجودگی کا وقفہ (کالم ج) منٹوں میں دیا ہوا ہے۔ معلومات کے آخری کالم (د) میں ہر جگہ مطلع نمبر دیا ہوا ہے اگر یہ کسی جگہ کیلئے کسی دن 1 ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ اس دن چاند کے نظر آنے کے واضح امکانات ہیں اور اگر یہ 2 ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں اس دن چاند کے نظر آنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پس جن علاقوں کا مطلع نمبر ایک جیسے ہوگا۔ وہ متحد المطالع کہلائے جاسکتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ صرف امکان کی بات ہو رہی ہے صحیح فیصلہ تو شہادت کی بنیاد پر ہوگا۔ کیونکہ چاند کے نظر آنے کے امکانات کتنے ہی روشن کیوں نہ ہو اگر مشاہدے کے دن آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہوں تو چاند کیسے نظر آئے گا؟ اس لئے فیصلہ چاند کے نظر نہ آنے کا ہی ہوگا۔ دوسری طرف چاند کے نظر آنے کے امکانات بہت کم ہوں لیکن کوئی غیر معمولی نظر رکھنے والا اقوی الادراک شخص چاند کو واقعی دیکھ سکے یعنی اس کی شہادت پرکھنے کے بعد صحیح ثابت ہو جائے تو چاند کے نظر آنے کا اعلان کرنا پڑے گا۔

چاند کی شہادتوں کو پرکھنے کیلئے شکل نمبر 2 میں بارہ تصویروں کا البم تیار کیا گیا ہے اس کی تفصیلات جاننے کیلئے قارئین کرام کو اس کتاب میں دیا گیا مقالہ ''شہادت کو پرکھنے کا طریقہ'' کا مطالعہ کرنا چاہئے مختصراً یہ عرض ہے کہ ہر تصویر کا اپنا ایک نمبر ہے ان تصویروں میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے جو شخص چاند دیکھنے کا دعویٰ کرے گا قاضی صاحبان اس کے دعوے کی صداقت جانچنے کیلئے اس سے پوچھیں گے کہ آپ نے جو چاند دیکھا تھا ان میں وہ کونسی تصویر کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا اور وہ چاند سورج سے دائیں جانب تھا یا بائیں جانب اور قاضی صاحبان پھر مرکزی کمیٹی کو ان کے جوابات ان معلومات کے ساتھ بھیجیں گے۔ مرکز میں یہ معلومات کمپیوٹر میں ڈالی جائیں گی اور کمپیوٹر ان کو پرکھ کر بتادے گا کہ کونسی شہادت صحیح تھی اور کونسی غلط۔ سردست تجرباتی طور پر یہ طریقہ مخصوص ممالک کے چند شہروں کیلئے دیا گیا ہے۔ البتہ مستقبل میں انشاءاللہ تمام اسلامی ممالک میں اس طریقے کو عام کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ نمونے کیلئے پاکستان کے منتخب شہروں کیلئے اگلے رمضان شریف کیلئے متعلقہ معلومات دی ہوئی ہیں ہر جگہ کیلئے رمضان شریف کے مہینے کے چاند کا کیا تصویر نمبر ہوگا وہ قصداً نہیں دیا گیا۔ وجہ صاف ظاہر ہے بوقت ضرورت متعلقہ حضرات کو ان کے نمبر بتا دیئے جائیں گے۔

19 دسمبر 1998 کے جدول میں 257 سے لیکر 272 تک کے نمبر پاکستان کے مقامات کیلئے مختص ہیں ان میں ضلع بنوں کا نمبر 271 ہے۔ دیئے ہوئے جدول میں دیکھیئے کالم الف میں ضلع بنوں کیلئے 240 لکھا ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ دنیا کے منتخب 370 مقامات میں ضلع بنوں کا نمبر 240 ہے یعنی چاند دیکھنے کے امکانات ان میں 239 شہروں میں ضلع بنوں کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔ پاکستان کے 272 (رباط (ضلع چاغی))، 257 (کراچی) 261 حیدرآباد)، 266 (گوادر) میں چاند نظر آنے کے امکانات

ضلع بنوں سے زیادہ ہیں۔ ضلع بنوں میں اس دن غروب آفتاب کا وقت 5 بجکر 14 منٹ ہوگا۔اور چاند افق پر اس کے بعد 35 منٹ تک موجود رہے گا۔ چاند دیکھنے کیلئے ضلع بنوں میں غروب آفتاب سے ٹھیک ایک گھنٹہ پہلے 2 میٹر لمبی چھڑی کے سائے کے سیدھ میں چار میٹر اور 30 سنٹی میٹر (کیونکہ اب کالم میں اب خط 430 میٹر لمبا دکھایا گیا ہے) خط اب کھینچا جائے۔ پھر اس کے آخری سرے ب پر جیسا کہ شکل میں دکھایا گیا ہے تنیا کے ذریعے 90 درجے کے زاویہ پر ایک اور خط ب ج 60 سنٹی میٹر (کیونکہ کالم ب ج میں خط ب ج 0.60 میٹر دکھایا گیا ہے) کھینچئے۔اب اس کے آخری سرے ج پر ڈیڑھ میٹر لمبی چھڑی گاڑھیے۔اس کے اور پہلے والے دو میٹر کے چھڑی کے سروں کے سیدھ میں غروب آفتاب کے وقت چاند دیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن کالم د میں چونکہ 2 لکھا ہوا ہے اس لئے ضلع بنوں میں چاند کے اس دن دکھائی دینے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن اس کو دیکھ کر مایوس نہیں ہونا چاہیے چاند کے دیکھنے کی کوشش ضروری ہے چاہے چاند نظر آئے یا نہ آئے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر یوم التماس پر چاند دیکھنا چاہیے البتہ ایک احتیاط اس میں ضرور کرنی چاہیے کہ اگر کسی کو چاند نظر آنے کا خیال ہو جائے تو پہلا کام تو یہ کرے کہ اسے اوروں کو دکھائے تاکہ اس پر گواہ قائم ہوں اور قاضی کے سامنے شہادت ضرور دیں تاکہ ایک شرعی ذمہ داری پوری ہو لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ قاضی ضرور شہادت کو قبول کرے۔ شہادت دینا تو ہر چاند دیکھنے والے کی ذمہ داری ہے لیکن اس کی گواہی کو پرکھنا اور پرکھ کر شریعت کے مطابق صحیح فیصلہ کرنا قاضی صاحب کی ذمہ داری ہے اس لئے قاضی پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالنا چاہیے کہ وہ ہماری بات ضرور مان لیں بلکہ ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ ہماری باتوں میں آکر ہماری بات مان لیں اور فی الحقیقت وہ غلط ہو۔

ایک اور بات جو سمجھنے کی ہے کہ فقہ کی بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ اگر صبح کو چاند مشرق میں نظر آئے تو شام کو مغرب میں نظر آسکتا ہے آج کل کی فنی تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسا ہونا محال عقلی ہے۔ کمپیوٹر کے نتائج سے یہ پتہ چلا ہے کہ چاند 24 گھنٹے میں زیادہ سے زیادہ پندرہ درجے کا جمپ لگا سکتا ہے۔ پس گرمیوں کے دنوں میں یعنی ساڑھے چودہ گھنٹوں میں زیادہ سے زیادہ تقریباً 9 درجے کا جمپ لگا سکتا ہے۔ پس اگر چاند نظر آنے کے قابل ہو تو اس کیلئے کم از کم سورج سے 8 درجے آگے ہونا چاہیے۔ کیونکہ مولانا محمد موسیٰ صاحب نے اپنی کتاب فلکیات جدیدہ میں اس سے کم کا قول نہیں بتایا ہے۔ اب اگر اس میں 9 درجے چاند شام تک طے کرتا ہے تو وہ سورج سے صرف ایک درجہ آگے ہو گیا حالانکہ جیسا کہا گیا چاند کے نظر آنے کیلئے کم از کم 8 درجے کا بعد ہونا چاہیے پس ثابت ہوا کہ جس دن چاند صبح مشرق میں نظر آ گیا اس دن شام کو مغرب کی طرف نہیں دیکھا جا سکتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ان فقہاء پر طنز کریں کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کے سائنس کے حساب سے اندازہ لگایا ہوگا اب اس سے بہتر اندازے موجود ہیں۔ تو ہم ان پر اعتراض کئے بغیر ان کو استعمال کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالیٰ ان مساعی کو قبول فرمائے۔ ہمیں ہر معاملے میں صراط مستقیم پر چلائے اور آخر میں اپنے حبیب پاک ﷺ کی معیت پاک میں اپنے دیدار پاک سے نوازے آمین ثم آمین۔

د	ب ج	اب	ج	ب	ا	س	د	ب ج	اب	ج	ب	ا	س
2	.63	4.66	37	16:43	267	253	2	.48	4.06	36	16:49	143	203
2	.61	4.58	37	17:00	241	254	2	.47	4.06	36	16:50	140	204
2	.62	4.65	37	16:44	263	255	2	.47	4.05	36	16:52	137	205
2	.60	4.55	36	16:51	238	256	2	.47	4.06	36	16:49	144	206
2	.51	4.30	33	17:47	204	257	2	.15	4.16	39	16:58	172	207
2	.60	4.59	34	17:02	250	258	2	.50	4.12	38	16:51	159	208
2	.59	4.56	34	17:08	243	259	2	.53	4.27	4040	16:55	188	209
2	.62	4.64	35	17:02	264	260	2	.53	4.25	40	16:52	186	210
2	.52	4.33	33	17:40	209	261	2	.53	4.27	40	16:52	193	211
2	.57	4.50	34	17:17	232	262	2	.53	4.27	40	16:48	189	212
2	.63	4.68	35	16:54	271	263	2	.50	4.11	38	17:01	156	213
2	.62	4.67	35	16:59	269	264	2	.50	4.13	39	17:00	161	214
2	.60	4.57	35	17:08	246	265	2	.50	4.13	39	17:01	160	215
2	.50	4.22	34	18:07	195	266	2	.50	4.11	38	16:56	157	216
2	.61	4.62	35	17:08	256	267	2	.51	4.15	39	17:02	165	217
2	.62	4.63	35	17:06	258	268	2	.51	4.18	39	16:56	176	218
2	.62	4.64	35	17:05	262	269	2	.51	4.19	39	16:58	177	219
2	.63	4.64	35	17:03	266	270	2	.62	4.71	43	17:23	259	220
2	.59	4.75	29	17:13	299	321	2	.60	4.56	35	17:14	240	271
2	.58	4.73	29	17:18	289	322	2	.54	4.30	36	18:00	202	272
2	.61	4.78	30	17:07	304	323	2	.39	4.59	27	18:00	228	273
2	.60	4,74	30	17:16	300	324	2	.60	4.58	39	17:50	237	274

رویت ہلال کے بارے علماء سعودی عرب کا فیصلہ:-

رویت ہلال کے بارے میں بعض حضرات سعودی عرب کے ساتھ ایک چاند قرار دے کر رمضان اور عیدین کے وحدت کا تجویز پیش کرتے ہیں خود سعودی عرب کے علماء کرام اس سے متعلق کیا کہتے ہیں؟ اس سلسلہ میں وہاں کے بڑے علماء کرام کا جو فیصلہ ہے، ذیل میں افادہ اہل العلم کیلئے اردو میں پیش کیا جارہا ہے۔ ان علماء کرام کا ساتواں فیصلہ ادارہ رویت ہلال کے بارے آئندہ شمارہ میں تحقیقی مضامین کا خیر مقدم کرے گا اور عنقریب اس مسئلہ پر ملک بھر کے چیدہ چیدہ علماء پر مشتمل ایک ایک علمی مذاکرہ کا اہتمام کرے گا۔ (ادارہ)

اکیڈمی نے رؤیت ہلال کے بابت اختلاف مطالع کے مسئلہ پر غور کیا، اکیڈمی کا احساس ہے کہ اسلام دین فطرت ہے، وہ ایسا آسان اور سہل ہے جسے فطرت سلیمہ اور عقل سلیم قبول کرتی ہے۔ اسی لئے چاند کے مسئلہ میں فلکیاتی حساب کے بجائے بصری رؤیت کا اعتبار کیا ہے جیسا کہ شریعت کے قطعی دلائل سے ثابت ہے اسی طرح اسلام نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے کہ یہ لوگوں کیلئے سہل و آسان ہے اور صحیح نقطہ نظر کے موافق ہے۔ روزہ اور عید میں وحدت کی جو دعوت لوگ دیتے ہیں وہ شریعت اور عقل دونوں کے خلاف ہے۔ رہا حدیث کے خلاف تو اس حدیث کریب کی وجہ سے ہے جسے ائمہ صحابہ نے روایت کیا ہے کہ ام الفضل بنت حارث نے انہیں حضرت معاویہ کے پاس بھیجا، وہ کہتے ہیں کہ میں شام آیا اپنی ضرورت پوری کی، اسی اثناء میں رمضان کا چاند ہو گیا، میں شام ہی میں تھا، میں نے جمعہ کی شب کو چاند دیکھا، پھر ماہ کے آخر میں جب مدینہ آیا تو عبداللہ بن عباس نے مجھ سے چاند کا ذکر کیا اور پوچھا کہ تم نے کب چاند دیکھا؟ میں نے کہا کہ ہم لوگوں نے جمعہ کی شب میں چاند دیکھا، انہوں نے پوچھا کہ تم نے خود دیکھا؟ میں نے کہا ہاں اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا اور سبھوں نے اسی کے مطابق روزہ بھی رکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا انہوں نے کہا لیکن ہم لوگوں نے تو سنیچر کی شب کو چاند دیکھا ہے لہذا ہم تو روزہ رکھتے رہیں گے جب تک تیس دن پورے نہ کرلیں یا چاند نہ دیکھ لیں، میں نے کہا کیا حضرت معاویہؓ کی رؤیت اور روزہ ہمارے لئے کافی نہیں؟ فرمایا نہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا ہی حکم دیا ہے (مسلم شریف)

مسلم شریف کی اس حدیث کی شرح میں امام نوویؒ نے عنوان قائم کیا ہے "اس بات کا بیان کہ ہر شہر کیلئے علیحدہ رؤیت ہے، اور اگر کسی شہر کے لوگ چاند دیکھ لیں تو وہاں سے دور لوگوں کیلئے چاند کا حکم ثابت نہیں ہوگا"، اور کتب ستہ کے اصحاب میں سے اس حدیث کو روایت کرنے والے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے اس حدیث کے عنوان میں اسی نہج کو اختیار کیا ہے۔

اسلام نے روزہ اور افطار کو رؤیت بصری سے ہی وابستہ کیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور روزہ نہ ختم کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو، اگر آسمان ابر آلود ہو تو اندازہ کرو" (بخاری و مسلم)۔ اس حدیث میں حکم کا مدار جس سبب پر رکھا گیا ہے وہ رؤیت ہے۔ اور رؤیت کسی شہر مثلا مکہ اور مدینہ میں ہوگی اور دوسرے شہر میں اس وقت نہیں ہوگی کہ وہاں دن کا وقت ہوگا تو کیسے ان کیلئے روزہ یا افطار کا حکم ہوگا، تمام مسالک کے علماء نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ بیشتر علماء کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر ہے، ابن عبدالبر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ کسی شہر کے رؤیت دور کے ممالک مثلا اندلس سے خراسان جیسے دوری کے ممالک کیلئے معتبر نہیں ہوگی، ہر شہر کا مخصوص حکم ہوگا، مذاہب اربعہ کی کتابیں اختلاف مطالع کے اعتبار اور ان کے شرعی دلائل سے بھری ہوئی ہیں۔

مذکورہ دعوت عقل کے خلاف اسلئے ہے کہ اختلاف مطالع کے سلسلہ میں کسی عالم کا اختلاف نہیں ہے، اسلئے کہ یہ تو مشاہدہ اور عقل میں آنے والی چیز ہے، عقل اور شریعت دونوں اس پر متفق ہیں، اور بہت سے احکام کی بنیاد اسی پر ہے جن میں نمازوں کے اوقات شامل ہیں اور دوبارہ مشاہدہ کر کے بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ اختلاف مطالع ایک امر واقع ہے، چنانچہ اس روشنی میں اکیڈمی طے کرتی ہے کہ عالم اسلام میں ایک ہی دن عید اور رؤیت میں وحدت کی دعوت کی ضرورت نہیں ہے، عید میں اتحاد سے مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا، ثبوت رؤیت کا مسئلہ اسلامی ممالک کے دارالافتاء اور دارالقضاء کے اوپر چھوڑ دینا چاہئے۔ یہی اسلام کی عمومی مصلحت سے ہم آہنگ ہے، مسلمانوں کے اندر اتفاق زندگی کے تمام معاملات میں قرآن و سنت پر عمل کرنا ہی ہو سکتا ہے۔